

Valī Allāh Shāh

Vaṣīyat nāmah

وصیّت نامہ حضرت مولٰنا شاہ ولی اللہ معہ رسالہ دانشمندی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد جب اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کا وصیت نامہ دیکھا تو بہت نافع پایا۔ لیکن چونکہ وہ فارسی زبان مین تہا۔ اور عوام اُس سے مستفید نہین ہوسکتے تھے۔ لہذا محض خیر خواہی عوام کو مدنظر رکھکر سلیس اردو زبان مین اُسکا ترجمہ کردیا وماتوفیقی الّا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب قال الشیخ رحمہ اللہ سب تعریفین اُس اللہ کو ہین جو حکمتین سکہانے والا اور نعمتین بہانے والا ہے۔ اور عرب اور عجم کے سردار حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کی رحمتین نازل ہون۔ اور آپ کی آل اور صحابہ پر جو فضل اور کرم کے صاحب ہین۔ اما بعد فقیر ولی اللہ عفی عنہ لکھتا ہے کہ یہ چند باتین ہین اپنی اولاد اور اپنے احباب کو انکی وصیت کرتا ہون۔ مین نے اسکا نام اَلْمَقَالَۃُ الْوَضِیَّۃُ فِی النَّصِیْحَۃِ وَالْوَصِیَّۃِ مقرر کیا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَھُوَ الْھَادِیْ اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ

پہلی وصیّت۔ اعتقاد اور عمل مین قرآن مجید اور حدیث شریف کو اپنا دستاویز بناکر انکے معانی کو اچھی طرح سوچنا اور سمجھنا چاہیے۔ اور چاہیے کہ دونون مین سے تہوڑا تہوڑا ہر روز پڑہین اور اگر پڑھ نہ سکین تو دونون کے ترجمہ کا ایک ورق سن لیا کرین۔ اور اہل سنت کے پہلے لوگون کے عقائد کو اختیار کرین۔ اور جن مسائل کی تفتیش اور تفصیل سلف نے نہین کی اُنکی ڈہونڈہ بہال اور منطقی لوگون کے کچے شکوک کی طرف توجہ نہ کرین۔ اور فروعی مسائل مین اُن محدثین

عالمون کی پیروی کرین جو حدیث وفقہ کے جامع ہون ۔ اور فقہ کی تفریعات کو ہمیشہ کتاب وسنت کے پیش کرتے ہین ۔ جو موافق ہوا اُسکو قبول کرین اور جو مخالف ہو ۔ اُسکو چھوڑ دین ”کالائے بد بریش خاوند“۔ اجتہادی مسائل کو قرآن وحدیث کے پیش کرنے سے اُمت کو کبھی بھی استغنا حاصل نہین ۔ اور جن نیم مُلّا فقہا نے کسی ایک عالم کی تقلید کو سند بنا کر حدیث شریف کی ڈھونڈھ بھال کو چھوڑ دیا ہے اُنکی بات کو نہ سنین ۔ اور اُنکی طرف توجہ نکرین ۔ اور اُنسے دور رہنے مین اللہ تعالےٰ کا قرب ڈھونڈھین ۔

دوسری وصیت ۔ امر معروف کی حد یہ ہے ۔ کہ فرضون اور بڑے بڑے گناہون اور اسلام کے شعارون مین تو امر معروف اور نہی منکر سختی کے ساتھہ کرے ۔ اور جو لوگ کہ اس باب مین سستی کرتے ہین اُنسے صحبت نہ رکھے ۔ اور اُنکا دشمن بن جائے ۔ اور باقی کامون مین خاص کر اُن باتون مین ”جن مین سلف (پہلے علما) نے خلف (پچھلے علما) سے خلاف کیا ہے“ فقط اس حدیث کا سنا دینا ہی امر معروف اور نہی منکر ہے ۔ ان مین سختی کرنا اچھا نہین ۔

تیسری وصیت ۔ اسوقت کے وہ مشائخ جو طرح طرح کی بدعتون مین مبتلا ہین عام لوگون کے غلو اور کرامات پر مغرور ہو کر اُنکے ہاتھہ مین ہاتھہ دینا اور اُنسے بیعت کرنا ہرگز نہ چاہیئے ۔ اسلیے کہ اکثر عوام کا غلو رسم کے باعث ہوا کرتا ہے ۔ اور حقیقت مین رسمی باتون کا کچھہ اعتبار نہین اور اس زمانے کے تمام کرامات فروش ”الا ماشاء اللہ“ طلسمات اور نیرنگون کو کرامت جانے ہوئے ہین ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہی ۔ کہ اقسام خوارق عادات (کرامات) مین سے زیادہ مشہور (بات) تو لوگون کے دل کی باتون پر مطلع ہونا اور واقعات آیندہ کا ظاہر ہو جانا ہے ۔ اور اس کے کئی طریق ہین ۔ علم نجوم اور رمل سے باب ضمیر انہین مین سے ہے ۔ یہ نہ سمجھنا کہ نجوم مین کسی امر پر حکم لگانا تسویہ بیوت پر موقوف ہے ۔ اور رمل مین زائچہ پر ۔ (اسلیے کہ) ہمنے تجربہ کیا ہی ۔ کہ فن نجوم کے ماہر نے جب جان لیا کہ دن کے دقائق سے اب کونسا دقیقہ ہے وہین سے اُسکا ذہن طالع کی طرف انتقال کر جاتا ہی ۔ اور سارے خانے اور ستارون کے

ٹہکانے اُسکو دل مین اسطرح سی ظاہر ہوجاتے ہین گویا تسویۃ البیوت کا صفحہ اُسکی سامنی رکھا ہی۔ اور ایسا ہی فن رمل کا ماہر کبھی اپنے دلمین متعین کر لیتا ہی۔ کہ مینے فلان انگلی کو لحیان مقرر کیا ہی۔ اور فلان انگلی کو فلان شکل۔ تو فوراً ذہن مین آجاتا ہے۔ کہ ان اشکال سے کیا پیدا ہوتا ہی یہانتک کہ زائچہ اُسکے سامنے حاضر ہوجاتا ہی سو اگر کوئی آدمی علم نجوم یا رمل کا ماہر ہو اور بظاہر ایسا کوئی عمل نکرے مگر دل ہی دل مین لوازمات حکم کے مرحلے طی کرکے کوئی حکم لگا دیوسے۔ اور مطابق ہوجاوے۔ تو اسکو کشف یا کرامت نہ سمجھنا چاہیے اور انہین مین سے ہی کہانت کا باب بانواع خود۔ اور یہ فن نہایت وسیع ہی کبھی تو جن کے حاضر کرنیسے اور کبھی اسکے بغیر (اس مین عمل کیا جاتا ہی) اور انہین مین سے ہی طلسم کا باب کہ ستارون کی قوتون کو ایک صورت مین بند کر لیتے ہین۔ اس سے لوگون کے دل کی بات معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جوگ کے عمل (بھی انہین مین سے ہین) کہ جوگیون کے بعض ملاحظون کو لوگون کی دل کی باتین معلوم کرنے مین پوری خاصیت ہی۔ اور جو شخص ان باتون کی تحقیق کرنا چاہے۔ تو ان فنون کی کتابون کو دیکھے۔ اور کسی کام پر ہمت لگانا۔ اور ڈراونی شکل سی ظاہر ہونا۔ اور کسی کی دل پر دل رکہنا۔ اور طالب کو مسخر کرنا نیرنگ کے قسمون سی ہی چند ملاحظے ہین جو اسکام تک پہنچا دیتے ہین۔ نیکوکار یا بدکار ہونے یا مقبول اور مردود ہونے سے ان باتون مین کچھہ فرق نہین پڑتا ایسا ہی وجد اور شوق اور اضطراب اور اس حالت کا حاضرین مین اثر کرنا۔ اس کا منشا قوت بہیمیہ کا تیز ہونا ہے۔ جسمین یہ قوت زیادہ ہوگی اُس مین وجد زیادہ ہوگا۔ ہان بعض نیک بخت لوگ کسی نیک نیت سی یہ عمل اور یہ حالتین کیا کرتے ہین اور صرف اتنی بات اُنکو کرامت نہین بناتی جیسا کہ پوشیدہ نہین۔ ہمنے بہت سی سادہ لوح آدمیون کو دیکھا ہی کہ اُنھون نے جب ان اعمال کو کسی شیخ سی سیکھا۔ تو اُسی مین کرامت جاننے لگ گئی۔ علاج یہ ہی۔ کہ حدیث کی کتابون جیسے صحیح بخاری اور مسلم اور سنن ابو داؤد اور سنن ترمذی اور حنفیہ اور شافعیہ کی فقہ کی کتابون کو پڑھے۔ اور بظاہر سنت پر عمل کرنا اختیار کرے اگر اللہ تعالےٰ اُس کے دل مین سچا شوق بخش دیوے اور اس راستے کی طلب غالب ہوجاوے۔ تو کتاب عوارف کے (ابواب) آداب

نماز روزہ واذکار اور اوقات کی پابندی کا لحاظ کرے - اور یادداشت کے پیدا کرنے کے طریق مین خاندان نقشبندیہ کے رسالون کو دیکھے - ان بزرگون نے ان دونون بابون کو ایسا واضح لکھا ہے کہ ان کے ہوتے کسی پیر کی حاجت نہین رہتی - جب نور عبادت کی کیفیت اور یادداشت کی نسبت ہوگئی اس پر مواظبت (ہمیشگی) کرے - اگر اس فرصت مین کوئی ایسا عزیز ل جاوے کہ اسکی صحبت کشش کی چابی ہو - اور اسکی صحبت کی تاثیر آدمیون مین اثر کرتی ہو تو اسکی صحبت کرے یہانتک کہ حالت مطلوبہ عادت بنکر طبیعت مین پختہ ہو جاوے - اسکے بعد گوشہ مین بیٹھ جاوے اور اس ملکہ مین مشغول ہو جاوے - اس زمانہ مین ایسا کوئی آدمی نہین - کہ وہ ہر وجہ سے کمال رکھتا ہو "الا ماشاء اللہ" اگر ایک وجہ سے کمال رکھتا ہے - تو دوسری وجہ سے خالی ہے - پس اسی کمال کو حاصل کرنا چاہیئے - اور دوسری چیزون سے چشم پوشی کرنا چاہیے - خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدِرَ صوفیون کی نسبت بڑی غنیمت ہے - اور انکی رسمین کسی کام کی نہین - یہ بات بہت لوگون پر گران گذریگی - مگر مجھے یہ کام فرمایا گیا ہے اسیکے مطابق کہنا ہے زید و عمرو کی بات پر ٹھہرنا مناسب نہین -

چوتھی وصیت - ہمارے اور اسوقت کے لوگون کے درمیان اختلاف ہے - صوفی طبع لوگ تو کہتے ہین - کہ اصل مطلوب فنا اور بقا اور استہلاک اور انسلاخ ہی ہے - اور معاش کی رعایت کرنا اور ان بدنی طاعتونکا بجالانا کہ ان مین شریعت وارد ہوئی ہے - (صرف) اسلیے ہے کہ سب لوگ اس اصل کو بجا نہین لاسکتے - (بحسب مقولہ) مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ یعنے جو چیز ساری حاصل نہ ہوسکے وہ ساری چھوڑ بھی نہ دیجاوے - اور متکلمین کہتے ہین کہ جو چیز کہ شریعت اسکے ساتھ وارد ہوئی ہے اسکے سوا کوئی چیز بھی مطلوب نہین - اور ہم کہتے ہین کہ انسان کی صورت نوعیہ کے لحاظ سے شریعت کے سوا کچھ بھی مطلوب نہین اور شارع نے اس اصل (فنا و بقا وغیرہا) کو خاص لوگون کے لیے بیان کردیا ہے - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کی نوع اس طرح پیدا کی گئی ہے - کہ قوت ملکیہ اور بہیمیہ کو جامع ہے - (یعنے دونون قوتین اس مین پائی جاتی ہین) - اور اسکی سعادت اس مین ہے کہ قوت ملکیہ کو بڑھاوے - اور اسکی شقاوت اس مین ہے - کہ قوت

بہیمیہ کو بڑہاوے - نیز انسان اسطرح پیدا ہوا ہے - کہ اُسکا نفس اعمال اور اخلاق کا رنگ
قبول کر لیتا ہے اور اپنی قابو مین لا سکتا ہے اور مرنے کے بعد اُنکو اپنی ساتہہ رکہہ سکتا ہے جیسی کہ
اسکا بدن غذا کی کیفیتون کو اُٹہا لیتا ہے - اور اُنکو ساتہہ رکہتا ہی - اسی لیے بدہضمی اور بخار وغیرہ مین
مبتلا ہو جاتا ہے - نیز اُسکی پیدایش اسطرح ہی کہ حظیرۃ القدس مین شامل ہو کر وہان سے الہام
اور اُس چیز کو حاصل کر سکتا ہی جو الہام کے حکم مین ہی - پہر اگر اُن ملائکہ کے ساتہہ کچہہ مناسبت
رکہتا ہو تو الہام پانے سے خوشی اور خرسندی حاصل کرتا ہی - اور اگر اُنکی بہ نسبت منافرت
رکہتا ہو تو الہام کے پانے سے تنگی اور وحشت حاصل کرتا ہی - حاصل کلام جب انسان کی
نوع کچہہ ایسی بنی ہی کہ اگر اُنکو اپنی حال پر چہوڑ دیا جاوے تو اکثر افراد کو نفسانی بیماریان نقصان پہنچاوین
پس اللہ جل شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے اُنکی کارسازی کی - اور اُنکے لیے نجات کی راہ
معین فرمائی - اور زبان غیب کے مترجم حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہین مین سی اُنکی طرف
بہیجا - تاکہ نعمت پوری ہو جاوے - اور جو ربوبیت کہ پہلے اُنکی ایجاد (پیدا کرنے) کا باعث ہوئی
پہر اُنکی دستگیری کرے - پس انسان کی صورت نوعیہ نے زبان حال کے ساتہہ حق سبحانہ
وتعالے سے شریعت کی درخواست کی - اور چونکہ صورت نوعیہ کو سب مین تاثیر ہے اسلیے اس
نوع کے سب افراد کو اُسکا حکم لازم ہے - اور افراد کی خصوصیت کو اس مین کچہہ دخل نہین - اور فنا
اور بقا اور استہلاک وغیرہ ہمارا بہی مطلوب ہین - مگر خاص خاص افراد سے اسواسطے کہ بعض افراد
نہایت علو اور تجرد مین پیدا ہوتے ہین - خداوند تعالے اُنکو انہین کے راستہ سی پہنچاتا ہے - یہ حکم وحی
کا نہین - بلکہ اس فرد کی زبان حال نے خصوصیت فردیت کی جہت سی اسکا تقاضا کیا ہے اور
شارع کا کلام ان معنون پر ہرگز محمول نہین نہ صراحۃً اور نہ اشارۃً - ہان ایک جماعت نے ان مطالب
کو شارع کے کلام سی سمجہا ہے - جیسے کوئی آدمی لیلے و مجنون کا قصہ سنکر اپنی سرگذشت پر عمل کرتا
رہے - اور اس بات کو اُنکی اصطلاح مین اعتبار کہتے ہین - حاصل کلام انسلاخ و استہلاک کے مقدمات
مین حد سی گذر جانا اور مراحل و منازل کا اس مین مشغول ہو جانا اگرچہ بعض استعدادون کی بہ نسبت ان کی

کچھہ اصل ہی تاہم عوام کیلئے ایک لاعلاج مرض ہی۔ اس امت سی جو شخص اُنکو مٹانے مین کوشش کرے خدا تعالے اُس پر رحم کرے۔ ہرچند یہ بات اس وقت کے بہت سے صوفیون کو ناگوار گذرے گی۔ مگر مجھے ایک کام کو کرنیکا حکم ہوا ہے اُسی کی موافق کہتا ہون زید و عمرو کے ساتھہ کوئی کام نہین۔ **پانچوین وصیت** حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے حق مین نیک اعتقاد رکھنا چاہیے۔ اور زبان کو اُنکے مناقب کے سوا نہ ہلانا چاہیے۔ دو طرح کے لوگون نے اس مسئلہ مین خطا کی ہی۔ ایک جماعت کا یہ گمان ہی کہ آپس مین اُن سب کا سینہ صاف تہا ہرگز انکے درمیان کوئی جہگڑا ہوا ہی نہین سو یہ صرف وہم ہی وہم ہے۔ کیونکہ نقل مستفیض انکے باہمی تنازعون کی شاہد ہی۔ اور نقل مستفیض کا انکار ہو نہین سکتا۔ اور ایک فریق نے جب اُن چیزون کو اُنکی طرف منسوب دیکہا۔ تو طعن اور لعن کی زبان کو کہول دیا۔ اور ہلاکت کی وادی مین جا پڑے۔ اس فقیر کے دل مین ڈالا گیا ہی کہ صحابہ کرام اگرچہ معصوم نہ تہی۔ اور ممکن ہی۔ کہ بعض عوام سی ایسی امور سرزد ہوئے ہون۔ کہ اگر دوسرے لوگون سی صادر ہون تو وہ طعن و جرح کا مورد بنین۔ مگر ہم کو کسی مصلحت کے لیے تعبداً اُنکے عیبون سے زبان کے روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور انکو گالی گلوچ دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اور وہ مصلحت یہ ہی کہ اگر اُن مین جرح کا باب کہولا جاوے۔ تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت (کا سلسلہ) کٹ جاتا ہے اور روایت کے انقطاع مین مذہب درہم برہم ہوتا ہے۔ اور جب ہر صحابی سے روایت لی جاوے تو اکثر حدیثین مستفیض ہو جاتی ہین۔ اور امت کی تکلیف ایک دلیل سی قائم ہوتی ہے اور اس نقل مین بعض کی جرح کرنیکا کچھہ نقصان نہین۔ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح سی سوال کیا کہ شیعہ لوگ جو اہل بیت کی محبت کے مدعی ہین اور صحابہ کو برا کہتے ہین آپ اُنکے حق مین کیا فرماتے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طرح کے روحانی کلام کے ساتہہ القاء فرمایا کہ اُنکا مذہب باطل ہی۔ اور اُنکے مذہب کا بطلان امام کے لفظ سی معلوم ہوتا ہے۔ جب مجھے اُس حالت سے افاقہ ہوا۔ اور مینے امام کے لفظ مین تامل کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اُنکی اصطلاح مین امام

اُس شخص کو کہتی ہین جسکی اطاعت سب لوگون پر فرض ہو - اور وہ تمام لوگونکا رہادی (مقرر کیا گیا ہو اور وے امام کے حق ہین باطنی وحی کے قائل ہین - پس درحقیقت ختم نبوت کے منکر ہین - گو زبان سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہتی ہین - اور جسطرح صحابہ کے حق ہین نیک اعتقاد رکھنا چاہیے - اسی طرح اہل بیت کے حق ہین معتقد رہنا چاہیے - اور انکے صالحین کو زیادہ تعظیم کے ساتھہ مخصوص رکھنا چاہیے - قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا - ترجمہ اللہ تعالے نے ہر چیز کی قدر مقرر کی ہی - اس فقیر کو معلوم ہوا ہے - کہ دوازدہ امام (اللہ تعالے انسی راضی ہو) نسبتون ہین سے ایک نسبت کے قطب ہوئے ہین اور تصوف کا رواج انکی گذرنے کے ساتھہ ہی پیدا ہو گیا لیکن عقیدہ اور شریعت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر سے لے نہین سکتے - انکی قطبیت ایک باطنی امر ہے - تکلیف شرعی کی ساتھہ اسکا کچھہ تعلق نہین - ہر ایک کی نص اور اشارہ اپنی سے پہلے پر اسی قطبیت کے لحاظ سی ہے اور امور متعلقہ امامت جو کہا کرتے تہی - وہ اسی کی طرف راجع ہیر کہ اپنی بعض خالص یارون کو اُن پر مطلع کردیا کرتے تھے - پہر کچھہ دنون کے بعد ایک گروہ نے گڑ بڑ کی اور انکی بات کے اور معنی بنا لیے - وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

چہٹی وصیت تعلیم کا طریق جیسے کہ تجربہ سی ثابت ہوا - یہ ہے کہ پہلے صرف ونحو کے مختصر رسالے طالب العلم کے ذہن کی موافق ہر ایک فن سی تین تین یا چار چار کتابین پڑہاوین - اسکے بعد تاریخ یا علم اخلاق کی کوئی ایسی کتاب پڑہاوین جو عربی زبان مین ہو اور اسی اثنا مین کتب لغت سی مشکل الفاظ کے ڈہونڈہنے کا طریق بہی سکہا دیوین - جب زبان عربی پر قادر ہو جاوے - تو موطا بروایت یحیی بن یحیی مصمودی پڑہاوین اور اسکو ہرگز بیکار نچہوڑین - کیونکہ اصل علم حدیث ہی - اور اسکے پڑہنے سے بہت فیض حاصل ہوتے ہین - ہمین اس ساری کا سماع مسلسل ہی - بعد ازان اسطرح سی قرآن شریف پڑہاوین کہ قرآن شریف کو بغیر تفسیر کے پڑہے - اور ترجمہ کہتا جاوے - اور جو بات نحو یا شان نزول مین مشکل ہووے - اُس ہین ٹہر جاوے - اور بحث کرے - اور سبق سے فارغ ہونیکے بعد سبق کے برابر تفسیر جلالین پڑہے - اس طریق مین بہت فیض ہین - اسکے بعد ایک وقت ہین

حدیث کی کتابین جیسی صحیحین وغیرہما اور فقہ اور عقائد اور سلوک کی کتابین پڑہے ہے۔ اور ایک وقت مین دانشمندی کی کتابین جیسے شرح جامی اور قطبی وغیرہما پڑہے ہے "الی ماشاء اللہ" اور اگر ہوسکے تو ایک روز مشکوۃ شریف اور دوسرے روز شرح طیبی اُسی قدر جس قدر پہلے روز مشکوۃ شریف پڑہی تہی پڑہے ہے۔ بہت ہی مفید ہے۔ **ساتوین وصیت** ہم مسافر آدمی ہین۔ کہ ہمارے باپ دادا ہندوستان کے ملک مین مسافرت کے طور پر آگئے۔ نسب اور زبان کا عربی ہونا ہمارا فخر ہی۔ کیونکہ یہ دونون باتین پہلون اور پچہلون کے سردار نبیون اور رسولون سے بہتر۔ تمام موجودات کے فخر (حضرت محمد مصطفے احمد مجتبے) علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات سی ہمکو قریب کرتی ہین۔ اس بزرگ نعمت کا شکریہ ہی کہ حتی المقدور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے پہلے عربون کی عادتون اور رسمون کو نہ چہوڑین اور عجم کی رسمین اور ہندؤن کی عادتین اپنے درمیان نہ رہنے دین۔ اَخرَجَ البَغوِیُ عَن اَبِی عُثمَانَ النَّهدِیِ قَالَ اَتَانَا کِتَابُ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ وَنَحنُ بِاذَربِیجَانَ مَعَ عُتبَۃَ بنِ فَرقَدٍ اَمَّا بَعدُ فَاتَّزِرُوا وَارتَدُوا وَانتَعِلُوا وَالقُوا الخِفَافَ وَالقُوا السَّرَاوِیلَاتِ وَعَلَیکُم بِلِبَاسِ اَبِیکُم اِسمٰعِیلَ وَاِیَّاکُم وَالتَّنَعُّمَ وَزِیَّ العَجَمِ وَعَلَیکُم بِالشَّمسِ فَاِنَّهَا حَمَّامُ العَرَبِ وَتَمَعدَدُوا وَاخشَوشِنُوا وَاخلَولِقُوا وَاعطُوا الرُّکُبَ وَانزُوا وَانزُوا وَارمُوا الاَغرَاضَ وَفِی رِوَایَۃٍ وَانزُوا عَلٰی ظُهُورِ الخَیلِ نَزوًا۔ یعنی جب عرب جہاد کیلئے اطراف عجم مین پہیل گئی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امر سے ڈرے کہ یہ لوگ کہین عجم کی رسمون کو اختیار کرکے عرب کی رسم کو چہوڑ نہ دیوین۔ پس اُنکی طرف فرمان لکہا۔ کہ تہ بند باندہو۔ اور چادر اوڑہو۔ اور جوتا پہنو۔ اور موزون اور پاجامون کو چہوڑدو اور اپنے باپ اسمٰعیل ع کے لباس کو لازم پکڑو۔ اور اپنے تئین تن پروری اور عجم کے لباس سی دور رکہو۔ اور دہوپ مین بیٹہا کرو۔ کیونکہ آفتاب عرب کا حمام ہی۔ اور قوم معد کی رسم پر قائم رہو۔ اور موٹا لباس پہنو۔ اور سخت گذران بنو۔ اور پرانا کپڑا پہننے کی عادت رکھو۔ اور اونٹون کو پکڑکر مطیع بناؤ۔ اور گہوڑون پر کود کر چڑہا کرو۔ اور نشانون پر تیر اندازی کیا کرو۔ ہندؤن کی بری عادتون مین سی ایک یہ ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند

مرجاوے تو اسے دوسرا خاوند نہین کرنے دیتے ۔ یہ عادت عرب مین کبھی نہین ہوئی نہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نہ آپ کے زمانہ مین اور نہ آپ کے بعد ۔ اُس شخص پر اللہ تعالے رحم
کرے کہ اس بری عادت کو مٹاوے ۔ اگر تمام لوگون سے اسکا دور ہونا ممکن نہ ہو ۔ تو اپنی قوم مین
عرب کی عادت قائم کردینی چاہیے ۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس عادت کو برا جاننا چاہیے ۔ اور دل
مین اسکا دشمن ہونا چاہیے ۔ کیونکہ یہی منکر کا ادنے درجہ ہی ہے ۔ ہم لوگون کی بری عادتون مین سے
ایک اور بات یہ ہے کہ عورتون کا مہر بہت مقرر کرتے ہین ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ دین اور دنیا مین ہماری شرافت آپ پر ختم ہوتی ہے۔ اپنے اہل بیت کا مہر جو تمام آدمیون سے
بہتر ہین ۔ بارہ اوقیے اور ایک نش مقرر فرمایا ۔ جو حساب سے پانسو درہم ہوتا ہے ۔ ہم لوگون کی
بری عادتون مین سے ایک اور بات شادیون کے موقعون پر اسراف کرنا اور ان مین بہت رسمین
مقرر کرنا ہے ۔ ولیمہ اور عقیقہ دو شادیان ہین ۔ ان کو اختیار کرکے ۔ اور انکے غیر کو چھوڑ دینا چاہیے
یا انکا اہتمام اور التزام نہ کرنا چاہیے ۔ ہم لوگون کی بری عادتون مین سے ایک اور بات ماتمون اور
سوم اور چہلم اور ششماہیون مین اسراف کرنا ہے ۔ اور عرب کے پہلے لوگون مین ان تمام
باتون کا وجود نہ تھا ۔ مناسب تو یہ ہے ۔ کہ تین دن تک میت کے وارثون کی تعزیت اور انکو
ایک رات دن کھانا کھلانے کے بغیر اور کوئی رسم نہ ہووے ۔ قبیلے کی عورتین تین دن کے بعد جمع ہوکر
اور میت کے گھر کی عورتون کے کپڑون مین خوشبو لگا دین ۔ اور اگر میت کی زوجہ ہے ۔ تو
وہ بھی عدت کے گذرنے کے بعد سوگ کو قطع کردے ۔ ہم مین سے نیک بخت وہ شخص ہے ۔
کہ زبان عرب کی صرف ونحو اور ادب کی کتابون سے مناسبت پیدا کرے اور حدیث
اور قرآن کو سمجھے ۔ علم شعر اور معقول کی فارسی اور ہندی کتابون مین مشغول ہونا ۔ اور
بادشاہون کے ماجرون اور صحابہ کرام کے باہمی جھگڑون کی تاریخی کتابون کا دیکھنا سب گمراہی
و گمراہی ہے ۔ اگر زمانہ کی رسم ان مین مشغول کرنے کو مقتضی ہو ۔ تو اتنا تو ضرور ہے ۔ کہ اسکو دنیا
کا علم جانے نہ اور اس سے متنفر رہے اور استغفار اور پشیمانی کرے ۔ اور ہمارے لیے ضرور ہے

کہ حرمین شریفین مین جاوین - اور اپنے موںہہ کو اُن آستانون پر ملین ہماری سعادت اسی مین ہے - اور بدبختی اس سی اعراض کرنے مین ہے - آٹھوین وصیت - حدیث شریف مین آیا ہے - مَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ فَلْیَقْرَأْ مِنِّی السَّلَامَ یعنی تم مین سی جو شخص عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو ملے تو انہین میرا سلام دیوے - مجھے نہایت آرزو ہے کہ اگر حضرت روح اللہ کے زمانے کو پاؤن تو پہلے پہل مین ہی سلام پہنچاؤن اور اگر مینے وہ زمانہ نہ پایا - تو میری اولاد یا اتباع مین سے جو شخص آنحضرت علے نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا زمانہ پاوے سلام کے پہنچانے مین نہایت حرص رکھی تاکہ مہدی لشکرون کا پہلا لشکر ہم ہی ہون - وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

ترجمہ رسالہ دانشمندی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حکمتین سکھانے والے اور بہت نعمتین دینے والے اللہ ہی کے لیے سب تعریفین ہین - اور تمام نبیون اور رسولون سی بہتر پیغمبر پر اللہ کی رحمتین نازل ہون - اور آپ کے اُن گھر والون اور یارون پر بہی جنہون نے دین کے احکام پہنچائے - اور ہمارے واسطے وہ باتین بیان کین جو یقین پیدا کرتی ہین - اسکے بعد فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم کہتا ہی - کہ مین نے فن دانشمندی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا - اور انہون نے میر محمد زاہد بن قاضی محمد اسلم ہروی سی اور انہون نے ملّا محمد فاضل سی اور انہون نے ملّا یوسف قراباغی سی اور انہون نے میرزا جان سی اور انہون نے ملّا محمود شیرازی سی اور انہون نے ملّا جلال الدین دوانی سے اور انہون نے اپنے باپ ملا اسعد بن عبدالرحیم اور ملا مظہر الدین گازرونی سے اور اُن دونون نے ملّا سعدالدین تفتازانی اور سید شریف جرجانی سے اور انہون نے قطب الدین رازی سی اور قطب الدین اور ملا سعدالدین تفتازانی دونون .. .. .. نے قاضی عضد سی اور انہون نے ملا زین الدین سی اور انہون نے قاضی بیضاوی سے - اور ان کی سند شیخ ابوالحسن اشعری تک کتب تاریخ مین مشہور و معروف ہے - حاصل کلام اس فقیر نے

فن دانشمندی اور علم کلام اور اصول سب ملے جُلے اس سند کے ساتہہ حاصل کیے ہین۔ اور اس سند کے سارے لوگ محقق مصنف تہے۔ جو تصنیف اور تدریس مین مشغول رہے۔ مگر اس فقیر کے والد بزرگوار کہ اشغال قلبیہ مین مشغول ہونیکے باعث تصنیف اور زیادہ تدریس کے شغل مین مشغول نہین ہوئے۔ خاطر فاتر مین گذرا کہ فن دانشمندی کا کوئی قاعدہ مقرر کر کے اہل زمان پر ظاہر کیا جاوے۔ اگر کوئی پوچہے کہ دانشمندی سے کیا مراد ہے۔ تو ہم کہتے ہین کہ اس سے کتاب دانی مراد ہے اور کتاب دانی کے تین مرتبے ہین پہلے یہ کہ کتاب کا مطالعہ کرے اور اسکی حقیقت کو پورے طور پر سمجہے دوسرے یہ کہ کتاب پڑہائے اور اسکی حقیقت شاگردون کو سمجہاوے تیسرے یہ کہ کتاب پر شرح یا حاشیہ لکہے اور اُسکے واضح کرنے مین مبالغہ کرے۔ اگر کوئی کہے کہ جس قاعدے کو بیان کرتے ہو اُسکے سمجہنے اور یاد کرنے کا فائدہ کیا ہے۔ ہم کہتے ہین۔ کہ اسکے دو فائدے ہین۔ ایک تو یہ کہ کتاب کے مطالعہ کرنیکا طریق اس سے معلوم ہوگا۔ اور اکثر ایسا مطالعہ صحیح ہوتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب یہ طالب فن دانشمندی کے بعض مقدمات مانند صرف و نحو و لغت وغیرہ یاد کر چکے اسکے بعد کسی کتاب کا مطالعہ کرنا شروع کرے اور اسکی شرح کو سامنے رکہے۔ اور شفیق استاد اسکو وہ قواعد کلیہ جتلا دیوے۔ اور اسکے بعد ہر جگہ شارح کے کلام کے نکتے پر مطلع کر دیوے۔ تو مشق کرنیکے باعث کتاب سمجہنے کا سلیقہ (اُس مین) پیدا ہو جائیگا۔ اور اس مین شک نہین کہ احکام کلیہ کے رجانے کے بعد جزئیات کا احاطہ کرنا اور اُن کی مانند اور جزئیات کا پیدا کرنا بہت ہی آسان ہوتا ہے۔ جیسے شعرا کے دیوانون کے ساتہہ اشتغال رکہنے والے کے لیے عروض کا جاننا سہل ہوتا ہے) دوسرا فائدہ یہ کہ اُن عزیزون نے جنکا نام (بیان سند مین) لیا گیا ہے جو فن دانشمندی مین عمدہ ہین۔ انہون نے اور اُن جیسون نے فنون دانشمندی کو علم کلام اور اصول وغیرہ کے ساتہہ ملا دیا ہے اکثر اتفاق پڑتا ہے کہ طالب فن دانشمندی کو ان سے تمیز نہین کر سکتا ہے۔ اور اس تمام اجتماعی شکل کو ایک علم خیال کرنے لگتا ہے۔ جیسے کہ اس زمانہ کے اکثر خام طبع لوگون کا حال ہے۔ پس اسکی نظر مین علم کے اطراف کے پہیل جانے کے باعث نہ تو علم کا اچہی طرح احاطہ کر سکتا ہے۔ اور علم سے جدا اور علیحدہ ان فنون کی

طرف ذہن کے انتقال نہ کرنے کے جہت سے نہ ہی اچھی طرح دانشمندی کو سیکھہ سکتا ہے - پس جب اس قاعدے کو یاد کرلیویگا تو اُسکے ذہن مین دانشمندی کے فنون کا ایک جامع اور محدود اور جدا امر پیدا ہو جائیگا - اور ہر جگہ مین تھوڑی سی توجہ خرچ کرکے مسائل علم کو علیحدہ سمجھہ لیگا - اور ہر طرف سے اُنکو گھیر لیگا - وَمَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ (یعنی مین اپنے مقدور کے موافق اصلاح کا ہی ارادہ کرتا ہون - اور میری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھہ ہے) جاننا چاہیے کہ عالم آدمی جب کسی علم کی کوئی کتاب تحقیق کے طور پر اپنے شاگردون کو پڑہانا چاہے تو اُسکے لیے پندرہ چیزون کی رعایت ضروری ہے - اور ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی کتاب کی شرح کرنا چاہے تو اسی بھی ان امور کی محافظت ضروری ہے - **پہلے** مشکل الفاظ کا ضبط کرنا یعنی عبارت مین جو اسم یا فعل محل اشتباہ واقع ہون تو انکی حرکات و سکنات کو ظاہر کردیوے - ایسا ہی حروف منقوط و غیر منقوط کو بیان کردیوے - تاکہ (شاگرد) لفظ اور خط کی غلطی سے بچ جاوے - **دوسرے** قلیل الاستعمال الفاظ کی شرح یعنی اگر کوئی ایسا قلیل الاستعمال لفظ عبارت مین واقع ہووے کہ شاگرد اُسکو سمجھہ نہین سکتے تو اُسکا لغوی اور اصطلاحی معنی بتا دیوے - **تیسرے** مشکل عبارت کو واضح کردینا یعنی اگر کوئی ایسا مشکل صیغہ عبارت مین واقع ہووے کہ اُسکا سمجھنا شاگردون پر دشوار ہو تو اسے صرف و نحو کے مطابق حل کردیوے - **چوتھے** مسئلہ کی صورت بیان کرنا - اگر کتاب مین کوئی ایسا قاعدہ مذکور ہو جو شاگردون کی سمجھہ مین نہین آتا تو اسے واضح عبارت مین بیان کرکے اُسکی کچھہ مثالین بیان کرے تاکہ شاگرد سمجھہ لیوین - **پانچوین** دلائل کو (شاگردون کے) ذہن کے (قریب کرنا یعنی کتاب مین اگر کسی مسئلہ پر کوئی دلیل قائم کیگئی ہو تو اُسکے پچھلے مقدمات کو اس طرح بیان کرے کہ بعض کے بعض کو لازم ہونے یا بعض کے بعض مین مندرج ہونے کے وجہ سے مدعا ثابت ہو سکے اور ایسی بدیہی مقدمات کی طرف رجوع کرے کہ اس مین شک کی گنجایش نہ رہے - **چھٹے** تعریفات کی تحقیق یعنی قیدون کے فائدے بیان کرنے اور قسمت کو پہیلانے اور اُن مین سے ایک جامع مانع تعریف کے نکالنے کا طریق بیان کرے - **ساتوین** قواعد کلیہ کا بیان کرنا - اور قیدون سے فائدے

بتلانے۔ اور تقسیم کا پھیلانا۔ اور مثال دینا۔ اور وہان سی اس قاعدے کے نکلنے کی وجہ جامع و مانع طور پر بیان کرنا۔ **آٹھوین** تقسیمات مین وجہ حصر کا بیان کرنا یعنی بتلا دیوے کہ مطلوب اقسام مذکورہ مین استقرا یا دلیل عقلی کے ساتھہ محصور ہی ایسا ہی فصلون اور قاعدون کی تقدیم و تاخیر کی وجہ بیان کرے **نوین** دو مشتبہ امرون کو ایک دوسرے سی علیحدہ کرنا یعنی اگر ظاہر مین دو قسمون یا دو مخالف مذہبون مین فرق معلوم نہین ہوتا تو انکے درمیان اچھی طرح فرق ظاہر کرے۔ **دسوین** دو مختلف امرون کا باہم مطابق کرنا یعنی اگر مصنف کی عبارت کے دو مقامون مین اختلاف معلوم ہوتا ہو تو اُس اختلاف کو حل کرے۔ خواہ وہ اختلاف دونون مین دلالت مطابقی سی ہو۔ یا ایک مین دلالت مطابقی سی اور دوسرے دلالت تضمنی یا التزامی سی **گیارہوین** شبہات ظاہر الورود کا دفع کرنا۔ مثلاً شاگردون کو سرسری نظر مین معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر وہ بات پائی جاتی ہی جو تعریفات مین جائز نہین۔ جیسے کوئی قید حاجت سی زائد ہی۔ یا شی کی تعریف اُس چیز کے ساتھہ کیگئی ہی جو اُس سے زیادہ مخفی ہی۔ یا تعریف جامع اور مانع نہین یا انہین معلوم ہوتا ہے۔ اس جگہ دلیل مین وہ بات پائی جاتی ہی۔ جو نہ ہونی چاہئے۔ جیسی کبرے کا جزئیہ ہونا۔ یا وہ معلوم کرتے ہین کہ اسجگہ مصنف اپنی کلام سے مخالفت کر رہا ہے۔ تو استاد کو چاہیئے کہ ایسے مقامات کی طرف توجہ کرے اُن اعتراضون کو دفع کرے۔ **بارہوین** جہان کا حوالہ دیا گیا ہی اُسکو بیان کرنا۔ اور جس موقع پر فیہ نظر کہا ہی اس مین وجہ نظر کو بیان کرنا۔ اور جس موقع پر سوال مقدر کی طرف اشارہ کیا گیا ہی۔ اُس سوال کو ظاہر کر دینا۔ **تیرہوین** اگر کتاب شاگردون کی لغت مین نہ ہو۔ تو اُنکی زبان مین اُسکا ترجمہ کرنا **چودہوین** توجیہات کا انتخاب کرنا۔ اور اُن مین سی زیادہ بہتر توجیہہ کو معین کرنا۔ یعنی اگر ان ۔ امور مین مدرسین اور شراح اختلاف کرین کچھہ لوگ شرح غریب اطرح سی کرتے ہین اور کچھہ اور طرح سی۔ اور توجیہات مین نزاع پڑجاوے۔ تو ان مین سی بہتر توجیہہ کو چھانٹ کر معین کرے وعلے ہذا القیاس ضبط مشکل اور عبارت پیچیدہ کے حل مین بھی ایسا ہی کرے **پندرہوین** تقریر کا سہل کرنا۔ یعنے ان بارہ باتون کو واضح مختصر آسان عبارت مین بیان کرے۔ تاکہ وہ تقریر اچھی طرح شاگردون کے ذہن مین بیٹھہ جاوے۔ اور نہین صنائع مین سی "مزج" بھی ہے یعنی مصنف

کی عبارت کو اپنی عبارت مین اس طرح ملا دیوے کہ مجموعہ ملکر ایک کلام بن جاوے جب ان پانچ امور کو آدمی نے پختہ کرلیا تو تدریس اور شرح کتب مین کامل ہوگیا اور استاد شفیق کو چاہیے کہ پہلے اپنی شاگردون کو ان امور پر بطریق اجمال واقف کرے دوسرے جب شروح مین ان امور پر گذر ہو تو تنبیہ کردیوے کہ وہان شارح کی یہ غرض تہی اور یہان یہ غرض ہی تیسرے شاگرد کو کہی کہ کتاب کے مطالعہ مین ان امور کو مدنظر رکھی۔ اور انہی امور مین اپنی فکر کو دوڑائے۔ چوتھے شاگرد کے مطالعہ کو اپنے مطالعہ سے مقابلہ کرکے غلطی ایسی طرح سمجہاوے کہ اُس کی ذہن مین اُسکا غلط ہونا آجاوے اور احتیاط کے طور پر ایسی اور غلطیون پر بہی تنبیہ کردیوے۔ پانچمین شاگرد کو کسی کتاب کی شرح یا حاشیہ لکہنے کا حکم دیدے اور اسکی فضیلت کا امتحان کرے تاکہ تربیت کا حق پورے طور پر ادا ہوجاوے۔ جاننا چاہیے کہ یہ دانشمندی معقول اور منقول کی کتابون اور برہانیہ اور خطابیہ علمون سب مین جاری ہی۔ لیکن منقول کی کتابون مین تحقیق عبارت کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ اور معقول کی کتابون مین تحقیق مسئلہ کی زیادہ حاجت ہوتی ہے۔ اور علوم برہانیہ مین برہان کے طور پر دلیل کو ایک واسطہ سے یا کئی واسطون سے بدیہی مقدمات کی طرف پہیرنے کی حاجت ہوتی ہے۔ اور علوم خطابیہ مین ظن کے طور پر دلیل کو ظنی مقدمات کی طرف پہیرنا چاہیے۔ فن دانشمندی جو کہ سند مذکور کے ساتھہ مینے اپنے اوستادون سے سیکہا ہے اسکی تقریر ہو والحمد لله اولاً و آخراً



قریب
پریب
پریہ
جلد
ہے اصل

